وہ اپنی مقرر کردہ قیمتوں پر لوگوں کو مال دلوانے کا انتظام نہ کریں۔ اس چیز کا انتظام کیے بغیر محض اشیاء کے نرخ مقرر کر دینے کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے پاس اشیاء کے ذخائر ہوں وہ ان کو چھپا دیں اور یا تو چیزیں بیچیں ہی نہیں یا قانون کی گرفت سے بچتے ہوئے خفیہ طور پر زائد قیمتوں پر بیچیں۔ جو حکومت اس نتیجہ سے محض عقلاً ہی نہیں بلکہ از روئے تجربہ بھی واقف ہو اور پھر نرخ مقرر کرنے کی پالیسی اختیار کرے اس کو اخلاقاً یہ مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ لوگ اس کے مقرر کردہ نرخوں کی پابندی کریں۔ یہ ظاہر بات ہے کہ عام خریدار، خوردہ فروش اور چھوٹے تاجر بڑے صاحب ذخیرہ لوگوں سے اگر حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر مال خریدنا چاہیں تو انھیں کچھ نہیں مل سکتا اور اگر چور بازار سے زائد قیمتوں پر مال خریدیں تو ان کے لیے یہ غیر ممکن ہے کہ اس مال کو حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر آگے بیچ سکیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی ضرورت پوری کرنے یا اپنی روزی کمانے کے لیے چور بازار سے مال خریدتا ہے اور زائد نرخوں پر اسے فروخت کرتا ہے تو وہ کسی اخلاقی جرم کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اگر اسے گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے تو یہ حکومت کا مزید ایک ظلم ہوگا۔ ہمارے رفقاء میں سے جو لوگ تاجر ہیں انھیں اگر ایسی صورت پیش آئے تو ان کو چاہیے کہ کچہری میں وکیل کے بغیر حاضر ہو کر اس پوزیشن کو صاف صاف مجسٹریٹ کے سامنے بیان کر دیں اور کہہ دیں کہ اگر ایسی صورت حال میں بھی آپ لوگوں کی حسِ انصاف ہمیں مجرم اور قابلِ سزا سمجھتی ہے تو آپ ضرور سزا دے دیں، ہم آپ کی ان عدالتوں سے بالاتر ایک عدالت کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا اور آپ کا انصاف ضرور کرے گی۔

"تسعیر" کے سلسلہ میں چونکہ ذکر آگیا ہے اس لیے میں مختصراً یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں اسلام کی پالیسی کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قیمتیں چڑھ گئی تھیں۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیمتیں مقرر فرما دیجیے، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں اپنے خدا سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ میرے اوپر تم میں سے کسی کے مال یا جان کا دعویٰ نہ ہو۔ پھر آپ نے مسلسل اپنے خطبوں میں اور اپنی گفتگوؤں میں یہ فرمانا شروع کیا کہ ضروریاتِ زندگی کو بازار میں لانے والا خدا سے رزق اور رحمت پاتا ہے اور ان کو روک رکھنے والا خدا کی لعنت کا مستحق ہوتا ہے، اور یہ کہ جس نے چالیس روز تک غلہ روک کر رکھا تاکہ قیمتیں چڑھیں اور وہ ان حالات سے ناجائز فائدہ اٹھائے تو اللہ کا اس سے اور اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور یہ کہ جس شخص نے چالیس دن غلہ روک رکھا، پھر اگر وہ سارا غلہ خیرات بھی کر دے تو یہ اُس گناہ کی تلافی نہیں کرتا جو اس نے ۴۰ دن غلہ روک کر کیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم احتکار کے خلاف مسلسل تبلیغ و تلقین فرماتے رہے، یہاں تک کہ تاجروں کے نفس کی اصلاح خود بخود ہو گئی اور جو ذخیرے روکے گئے تھے وہ سب بازار میں آگئے۔ یہ شان ہے اس حاکم کی جس کی حکومت اخلاقِ فاضلہ کی بنیادوں پر قائم ہو۔ اس کی اصل قوت پولیس اور عدالت اور آرڈیننس نہیں ہوتے بلکہ وہ انسانوں کے قلب و روح کی تہوں میں برائی کی جڑوں کا استیصال کرتا ہے، نیتوں کی اصلاح کرتا ہے اور لوگوں سے رضا کارانہ اپنے ان احکام کی پابندی کراتا ہے جو صحیح اخلاقی بنیادوں پر قائم ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے یہ حکام جن کی اپنی نیتیں درست نہیں ہیں، جن کے اپنے اخلاق فاسد ہیں اور جن کی کرائی کے لیے جابرانہ تسلط کے سوا اور کوئی بنیاد موجود نہیں ہے، اگر کبھی انھیں ایسے حالات سے سابقہ پیش آتا ہے جیسے آج کل درپیش ہیں تو یہ سارا کام جبر سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اخلاق کی اصلاح کرنے کے بجائے فسادِ اخلاق کی رہی سہی کسر بھی پوری کر دیتے ہیں۔

## اسلامی ریاست اور ذمی رعایا

**سوال:**۔ میں ہندو مہاسبھا کا ورکر ہوں۔ سال گذشتہ صوبہ ..... کی ہندو سبھا کا پروپگنڈا سیکرٹری منتخب ہوا تھا۔ میں حال ہی